مال وزر

مدرس : پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ؓ قَالَ انْتَھَیْتُ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَھُوَ جَالِسٌ فِیْ ظِلِّ الْکَعْبَةِ فَلَمَّا رَاٰنِیْ قَالَ: ((ھُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ)) فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ مَنْ ھُمْ؟ قَالَ: ((ھُمُ الْاَکْثَرُوْنَ اَمْوَالًا اِلَّا مَنْ قَالَ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا وَھٰکَذَا مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ وَعَنْ یَمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ وَقَلِیْلٌ مَّا ھُمْ)) (متفق علیہ)[1]

''حضرت ابوذر غفاری ؓ سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ ﷺ اُس وقت کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے جب مجھے دیکھا تو فرمایا: ''ربِّ کعبہ کی قسم! وہ لوگ بڑے خسارے میں ہیں۔'' میں نے عرض کیا: حضور! میرے ماں باپ آپ پر قربان' کون لوگ ہیں جو بڑے خسارے میں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ لوگ جو بڑے دولت مند اور سرمایہ دار ہیں' ان میں سے وہی لوگ خسارے سے محفوظ ہیں جو اپنے آگے پیچھے اور دائیں بائیں (ہر طرف خیر کے مصارف میں) اپنی دولت کشادہ دستی کے ساتھ صرف کرتے ہیں' مگر اُن (دولت مندوں اور سرمایہ داروں) میں ایسے بندے بہت کم ہیں''۔

مال وزر میں بڑی کشش ہے' کیونکہ اس کے ساتھ دنیا کی خوش حالی وابستہ ہے۔ مال دار آدمی دولت خرچ کر کے آرام وآسائش کی تمام چیزیں اکٹھی کر سکتا ہے۔ اچھے مکان میں جملہ سہولیات کے ساتھ باوقار زندگی بسر کر سکتا ہے۔ اُس کے کھانے کی میز پر طرح طرح کے خوش ذائقہ کھانے موجود ہوتے ہیں۔ وہ اعلیٰ درجہ کے ہوٹلوں میں جا کر مرغن اور مسالے دار غذاؤں

(۱) صحیح البخاری' کتاب الایمان والنذور' باب کیف کانت یمین النبی ﷺ ۔ وصحیح مسلم' کتاب الزکاۃ' باب تغلیظ عقوبۃ من لا یؤدی الزکاۃ۔

سے کام و دہن کی تسکین کر سکتا ہے۔ اُسے ہر طرح کے موسمی پھل کھانے کو ملتے ہیں۔ دولت مند آدمی مال و دولت کے بل بوتے پر نوکر چاکر رکھ سکتا ہے جو اُس کے اشاروں پر کام کرتے اور اسے آسودگی فراہم کرتے ہیں۔ مال و زر کی کثرت کی وجہ سے دوسرے لوگ اس کا احترام کرتے ہیں۔ وہ اپنے بیوی بچوں کی ہر خواہش پوری کر سکتا ہے۔ بیوی کے لیے زرق برق لباس اور قیمتی زیورات خرید سکتا ہے۔ بچوں کو قیمتی کھلونے اور طرح طرح کی پسندیدہ چیزیں فراہم کر سکتا ہے۔ وہ اپنے بچوں کو انگلش سکولوں میں تعلیم دلوا کر اُن کے شاندار مستقبل کے خواب دیکھ سکتا ہے۔ دولت مند آدمی اپنے بچوں کی شادیوں پر بے دریغ روپیہ خرچ کر کے معاشرے میں اپنی بڑائی قائم کرتا اور اپنی انا کی تسکین کا سامان پیدا کر لیتا ہے۔

اس کے برعکس غریب آدمی سادہ زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ وہ بمشکل اپنی بنیادی ضروریات ہی پوری کر سکتا ہے' بیوی بچوں کے جائز تقاضے بھی پورے کرنا اس کے لیے ممکن نہیں ہوتا۔ اُس کی زندگی مشقت سے پُر ہوتی ہے' اسے روکی سوکھی کھا کر گزارہ کرنا پڑتا ہے۔ اسے اچھا کھانا اور کپڑا میسر نہیں ہوتا۔ یوں اس کی زندگی تلخ ہوتی ہے اور معاشرے میں اُسے کوئی اہمیت حاصل نہیں ہوتی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ نادار اور غریب اگر تنگی ترشی میں زندگی گزارتا ہے اور اس حال میں وہ صبر سے کام لیتا' اللہ کے سامنے دست سوال دراز کرتا ہے' اُس کے ذکر میں مشغول رہتا ہے تو اُس سے زیادہ کامیاب کوئی دوسرا انسان نہیں۔ ایسے شخص کا **حساب حسابًا یسیرًا** ہوگا۔ اس کے برعکس دولت مند آدمی دنیا میں دولت کے بل بوتے پر عیش و عشرت تو کر لے گا لیکن حساب کتاب کے وقت اُسے مشکل پیش آئے گی' اُسے جواب دینا پڑے گا کہ دولت کا ناجائز استعمال کیوں کیا؟ اس حدیث میں ایسے ہی دولت مندوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے قسم کھا کر کہا ہے کہ وہ سب سے زیادہ گھاٹے میں ہیں۔

مال و دولت بذاتِ خود بری چیز نہیں ہے۔ اگر اسے سلیقے کے ساتھ استعمال کیا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام ہے۔ روپے پیسے کو قرآن مجید میں فضل کہا گیا ہے اور یہ لفظ کسی طور پر بھی منفی مفہوم نہیں دیتا۔ جس طرح اللہ کی دی ہوئی دیگر نعمتوں مثلاً آنکھ' کان' زبان وغیرہ کا استعمال مالک کی رضا کے مطابق کرنا چاہیے اسی طرح دولت کے خرچ کرنے میں بھی اللہ کے حکموں کی پابندی ضروری ہے' اور یہ بڑا مشکل کام ہے۔ اس میں بڑی استقامت' صبر اور استقلال کی ضرورت ہے۔ اکثر دولت مند دولت کے خرچ میں میانہ روی اختیار نہیں کر سکتے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی لوگوں کو سب سے زیادہ خسارہ پانے والے کہا ہے اور فرمایا ہے کہ ایسے لوگ بہت زیادہ ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ دولت منداس خسارے سے محفوظ ہیں جو اپنی دولت کو فراخ دلی کے ساتھ خیر کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔ ایسے لوگ نہ صرف خسارے سے بچے ہوئے ہیں بلکہ اُن کے لیے بھلائیاں کمانے کے کثیر مواقع موجود ہیں۔ وہ غریبوں کو کھانا کھلائیں' مریضوں کے علاج معالجہ میں روپیہ خرچ کریں' یتیموں' مسکینوں اور بیواؤں کی خبر گیری کریں' حج اور عمرے کے لیے حرم شریف جائیں اور وہاں ایک نماز ادا کریں اور ایک لاکھ نماز کا ثواب پائیں' مال کو نام ونمود اور نمائش کے لیے خرچ نہ کریں' فضول خرچی سے بچتے رہیں' اپنی ضروریات کو گھٹاتے رہیں' بیوی بچوں کے ناجائز تقاضوں کو پورا کرنے سے رکے رہیں' دولت مندی انہیں غرور اور تکبر میں مبتلا نہ کرے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ لوگ خسارے سے بچے ہوئے ہیں' مگر یہ لوگ آپؐ کے فرمان کے مطابق بہت کم تعداد میں ہیں۔ کیونکہ دولت کی فراوانی نفسانی خواہشات کو طول دیتی ہے۔ دولت مند آدمی اس دنیا کے آرام وآسائش میں اس قدر مدہوش ہو جاتا ہے کہ اسے برے بھلے کی تمیز نہیں رہتی۔ اس طرح وہ فکرِ آخرت سے بے پروا دولت اکٹھی کرتا رہتا ہے اور اُسے فضولیات میں اڑاتا رہتا ہے۔ ایسے لوگ موت کے وقت تمنا کریں گے کہ کاش انہیں کچھ مہلت مل جائے تو وہ اچھے کاموں میں دولت خرچ کر کے نیکوکاروں میں شامل ہو جائیں' مگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو ہرگز کچھ بھی مہلت نہیں دیتا جب اُس کا وقتِ مقرر آ جائے۔ ازروئے الفاظِ قرآنی: ﴿وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُھَا ط﴾ (المنٰفقون: ۱۱)

پس اس حدیث سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ دولت بہت بڑی نعمت ہے' اس کا استعمال برا بھی ہوسکتا ہے اور اچھا بھی۔ اس کا برا استعمال فضول خرچی' عیش وعشرت اور نمود ونمائش ہے اور اچھا استعمال خدا کی رضا کے لیے خرچ کرنا ہے۔ اگرچہ یہ کام مشکل ہے مگر جتنا مشکل ہے اتنا ہی زیادہ ثواب کا موجب اور حقیقی کامیابی' کامرانی اور نجات کا باعث ہے۔ دولت مند لوگوں کے لیے لمحۂ فکریہ ہے کہ وہ اپنی دولت کو کہاں خرچ کر رہے ہیں اور اس کا انجام کیا ہوگا؟ ابدی خسارہ یا لازوال راحت!!

❋ ❋ ❋